قطب الاقطاب، دلبندِ رسول، محبوبِ رحمانی

حضرت خواجہ صوفی شاہ محمد فاروق رحمانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محبوبِ رحمانی صوفی شاہ محمد فاروق رحمانی علیہ الرحمہ زمانہ حال کے اکابر اولیاؑ میں سے ہوئے ہیں۔ آپ شریعت وطریقت میں مجمع البحر کا مقام رکھتے تھے۔ آپ ایک عالم باعمل، صوفی بے بدل، صدق واخلاق سے بھرپور اور ایثار ومحبت کی منہ بولتی تصویر تھے۔ آپ کا سینہ عشقِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہمہ وقت معمور رہتا۔ ادب واحترام خاندانِ رسالت اور بزرگانِ دین آپ کے رگ وریشے میں سرائیت کرچکا تھا۔ آپ ایک برگزیدہ صاحبِ باطن بزرگ اور باعظمت شیخِ طریقت تھے۔ مخلوقِ خدا آپ کو ''محبوبِ رحمانی'' کے پیارے لقب سے جانتی ہے۔ بفضلِ ایزدی آپ مُردہ دلوں کو شفائے کامل بخشتے، ارواح کی تجلی اور قلب ونگاہ کا تصفیہ اور تزکیہ فرماتے۔ پریشان حال لوگ آپ کی محفل میں بیٹھ کر سکون وقرار پاتے۔ آپ کا کردار سراپا اسوۂ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عبارت تھا۔ کتاب وسنت کی پابندی عمر بھر آپ کا شعار رہا۔ آپ سلفِ صالحین اور اولیائے کاملین کی سیروت وکردار کا عملی نمونہ تھے۔

حضرت خواجہ محبوبِ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت دہلی شریف کے

علاقے پہاڑ گنج میں ۱۹۰۲ء میں ہوئی۔خاندانی روایت کے مطابق آپ کے دو نام رکھے گئے ایک محمد فاروق اور دوسرا مصباح الحسن۔ آپ کے والدِ گرامی کا اسمِ گرامی شیخ محمد فرید جوہری رحمۃ اللہ علیہ تھا۔جو سلف صالحین کی تصویر اور عقائد و اعمال میں اپنے بزرگوں کا مکمل نمونہ تھے۔آپ کی والدہ حضور کا اسمِ گرامی فاطمہ خانم تھا، جو ایک زاہدہ عابدہ شب زندہ دار خاتون تھیں۔انتہا درجے کی فیاض اور غریب پرور تھیں۔حضور خواجہ محبوبِ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت میں آپ کا ہی نمایاں حصّہ ہے۔آپ سادات گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔آپ کا نسبی سلسلہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ہوتا ہوا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے جا ملتا ہے۔ آپ کا قبیلہ مغلیہ دور میں لاہور منتقل ہوا اور لاہور کی نسبت سے قوم لاہوریاں کہلایا۔اس کے بعد شہنشاہ ہند شہاب الدین محمد شاہجہاں کے دور میں دہلی شریف منتقل ہوا۔

آپ کی ولادت سے کافی عرصہ قبل آپ کے دادا حضرت بابا تاثیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پیشین گوئی فرمادی تھی کہ ہماری دوسری پشت میں ایک چراغ پیدا ہونے والا ہے جس کے کام اور نام سے دینِ اسلام کو تقویت اور سہارا حاصل ہوگا۔اس کا نام مشرق و مغرب میں روشن ہوگا اور وہ درویشوں کے سلسلے کا عظیم رہنما ہوگا۔اس بچے کا نام ’’محمد فاروق‘‘ رکھنا۔پھر جب آپ کی پیدائش ہوئی تو آپ کے رشتے کے دادا حکیم محمد حسن صاحب نے فرمایا کہ یہی وہ بچہ ہے جس کے متعلق حضرت بابا تاثیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا۔ چنانچہ آپ کا نام محمد فاروق رکھا گیا۔

۱۹۱۸ء میں جب حضرت خواجہ محبوبِ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر سولہ سال تھی تو والدِ گرامی کا وصال ہوگیا۔اس طرح آپ کلی طور پر والدہ حضور کی زیرِ تربیت آ گئے وہ تمام اوصاف جو ایک مردِ کامل میں ہونے چاہئیں اس کے آثار بچپن ہی

سے ظاہر تھے۔ایک متقی اور پارساوالدہ کی تربیت نے سونے پر سہاگے کا کام کیا۔ آپ کے گھر میں کمال ایمانداری اور اسلامی شعائر سے وابستگی کا ماحول تھا۔آپ کی والدہ نے آپ کی پرورش وتربیت میں حددرجہ نفاست، پاکیزگی اور احتیاط کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھااور حرام تو درکنار ،مکروہات تک سے بچاکر رکھا۔کوئی غذا بغیر تحقیق کے نہ کھلائی۔آپ کی والدہ نے بچپن ہی سے آپ کو نمازِ تہجد پڑھنے کی عادت ڈال دی۔تہجد پڑھ کر جب آپ کم عمری کے سبب مصلّے پر سوجاتے تو آپ کے کان میں کلمہ طیّبہ پڑھ پڑھ کر آپ کو بیدار کرتیں۔پھر آپ فجر کی نماز اور اشراق کے نوافل پڑھ کر آرام فرماتے۔آٹھ سال کی عمر سے ہی والدہ ماجدہ نے یہ معمولات شروع کرادیئے تھے جو تمام زندگی بحسن وخوبی جاری رہے۔

آپ نے کبھی بھی اپناوقت بیکار مشاغل میں ضائع نہیں کیا آپ نے نہ صرف یہ کہ اپنے خاندانی کاروبار ہیرے جواہرات کی پہچان،تراش خراش، اور خریدو فروخت میں کمال حاصل کیا، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ جسمانی ورزش، پہلوانی اور فنِ بنوٹ کی بھی تکمیل کی۔علمِ نجوم،ابجد قمری کے دائرے،علمِ بانسہ،علمِ ہیئت،علمِ قیافہ،علمِ اسماء،تعبیرِ رویا،تفسیر وحدیث،فقہ اور تصوف کا بکثرت مطالعہ کیا علمِ جفراور رمل میں کمال حاصل کیا۔ یہ تمام علوم مخلوقِ خدا کو نفع پہنچانے کی غرض سے حاصل کیئے۔

۱۹۲۸ءمیں بعمر ۲۶سال آپ کاعقدِ مسنونہ آپ کے ماموں جان جناب شریف اللہ صاحب کی دختر نیک اختر امینہ خاتون سے ہوا۔جن کے بطن سے چھ بیٹیاں اوردو بیٹے تولد ہوئے۔آپ کا آبائی پیشہ سونے چاندی کے زیورات اور جواہرات کی تجارت تھا۔آپ کی والدہ آپ کی شادی کے چارسال بعدوصال فرماگئیں۔

والدہ محترمہ کے انتقال کے بعد آپ کو تلاشِ حق ہوئی۔اور آپ نے مربی و مرشد اور رہبر کامل کی تلاش شروع کردی۔اس جستجو میں دور دراز مقامات کے سفر بھی کئے اور بہت سے بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوئے،مگر قلب کسی طرف متوجہ نہ ہوا۔آپ کے والد کے ایک دوست نے آپ کو کچھ پڑھنے کو بتایا کہ اس کے پڑھنے سے آپ کے مرشد خواب میں نظر آجائیں گے۔ چنانچہ کچھ روز اوراد پڑھنے کے بعد آپ کو خواب میں اپنے مرشدِ کامل اعلیٰ حضرت قطب الاقطاب حضرت شاہ محمد انعام الرحمٰن قدوسی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو قریب بلاکر اپنے سینے سے لگایا اور حد درجہ شفقت فرمائی۔عالمِ خواب میں ہی آپ نے ایک ندا سنی کہ ”یہی آپ کے رہبر ہیں“۔

آنکھ کھلنے کے بعد آپ کو یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ خواب میں پیرومرشد کا اسمِ گرامی اور پتہ تو معلوم کیا ہی نہیں، اب انہیں کہاں تلاش کروں؟ سو آپ تلاشِ مرشد میں بیشمار بزرگوں کی خدمت میں گئے،لیکن جو من موہنا مکھڑا خواب میں دیکھا تھا وہ نظر نہیں آتا تو پھر تلاش شروع کردیتے۔تقریباً تین سال تک یہی عالم رہا۔

ایک مرتبہ آپ کی ملاقات آپ کے دوست منشی نورالعمر صاحب سے ہوئی، انہوں نے کہا کہ آیئے،آپ کی ملاقات ایک بزرگ سے کراتے ہیں جو میرے مکان میں تشریف فرماہیں۔جب آپ نے جاکر دیکھا تو ان بزرگ کا رُخِ زیبا دیکھتے ہی آپ کے قلب کو ایک حیرت آمیز مسرت وطمانیت حاصل ہوئی، کیونکہ یہ وہی بزرگ تھے کہ جن کی خواب میں زیارت ہوئی تھی اور جن کے بارے میں ندا آئی تھی کہ یہی تمہارے رہبر ہیں۔آپ کا جسم لرزنے لگا اور نگاہ ودل قدم بوس

ہورہے تھے۔کانوں میں رس ٹپکاتے ہوئے الفاظوں نے آپ کومخاطب کیا’’میاں محمد فاروق میرے قریب آجاؤ‘‘اس طرح آپ شرفِ غلامی سے فیضیاب ہوئے۔اور برسوں کی تعلیم وتربیت کے بعدسلسلہ عالیہ، چشتیہ،صابریہ ودیگر سلاسل طریقت میں صاحبِ اجازت ہوکر اپنے شیخِ طریقت خواجہ شاہ انعام الرحمٰن قدوسی سہارنپوری رحمۃاللہ علیہ کے خلیفہ مجاز ہوئے۔

قیامِ پاکستان کے بعد آپ اپنے خاندان کے ساتھ پہلے ملتان اور اسکے بعد کراچی تشریف لائے۔رنچھوڑ لائن میں سلمٰی بلڈنگ کے ایک فلیٹ میں قیام فرمایا۔گھر کے قریب ہی ایک پلاٹ کی جگہ خالی تھی۔آپ نے اس کو صاف و ہموار کراکے چاردیواری بناکر اور ٹین کی چھت ڈال کر ’’صابری مسجد‘‘ کی بنیادرکھی۔ گھر کا ایک کمرہ اور صابری مسجد حلقۂ رحمانی کی ابتدائی درس گاہ ہوئی۔ یہیں سے ذکر وفکر کی محفلیں،اعراس اور محفلِ میلاد کا آغاز کیا۔اسکے بعد جہانگیر روڈ پر (موجودہ آستانۂ عالیہ فاروقیہ رحمانیہ) اپنی قیام گاہ بنائی۔ظہر سے عصر تک اپنا کاروبار جواہرات کی تجارت فرماتے۔ اسکے بعد لوگوں کے دکھ درد سنتے،انکی فریاد رسی فرماتے۔دعا،دوا،تسلی اور بعض کی مالی اعانت بھی فرماتے۔رات دس بجے تک یہ سلسلہ جاری رہتا۔اسکے بعد کھانا اور نماز کی ادائیگی ، پھر بقایاوقت تعلیمِ سلوک، تربیتِ مریدین،اہل اللہ سے ملاقات اور عبادات میں صرف فرماتے۔ نمازِ فجر ، اشراق اور چاشت کے بعد ناشتہ اور اسکے بعد ظہر تک آرام فرماتے۔ آپ نے ان معمولات میں تادمِ آخر سرموفرق نہیں آنے دیا۔شروع میں دو حلقہ جمعرات اور ہفتہ کے دن ہوتے تھےاسکے بعد ایک حلقہ جمعرات تادمِ آخر جاری رہا۔

تقریباً۸۱ سال کی عمر میں بروز جمعرات ۱۱ اگست ۱۹۸۳ءبمطابق یکم ذیقعد

۱۴۰۳ھ کو وصال فرمایااور بروز جمعہ بوقتِ عصرسنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق اپنے حجرۂ مبارک ہی میں قیامت تک کیلئے محواستراحت ہوگئے۔شرق وغرب میں آپ کے ہزاروں مرید ہیں۔جبکہ ستر سے زائد افراد کو دستارِ خلافت و اجازت سے بھی سرفراز فرمایا۔

آپ دنیاوی طور پر ایک کامیاب اور مصروف ترین جوہری تھے۔مگر دینداری کا یہ عالم تھا کہ فرض نماز توبڑی بات ہے،کبھی کوئی نفل نماز تک نہیں چھوڑی۔ساری زندگی ''دست بہ کارودل بہ یار'' کاعملی پیکر بنے رہے۔قرآن مجید اللہ تعالیٰ کےان سچّے عاشقوں کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتاہے۔

تَتَجَافٰی جُنُوْبُھُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ۔ (السجدۃ ۳۲/۱۶)

یعنی شب کے راحت کدوں میں بھی عشاق کے پہلوبچھونوں سے جدا رہتے ہیں۔دوسری جگہ ارشادفرمایا۔

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ ۔ (اٰلِ عمران ۳/۱۹۱)

یعنی وہ اٹھتے بیٹھتےاور لیٹتے الغرض ہرحال میں اللہ کی یاد میں مگن رہتے ہیں۔ایک جگہ اورفرمایا کہ

وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا۔ (الفرقان ۲۵/۶۴)

یعنی وہ لوگ ساری ساری رات اپنے رب کی بارگاہ میں سجدہ ریزیاں کرتے ہیں اوراسکے لطف وکرم کی امید میں کھڑے کھڑے گزاردیتے ہیں،

کہیں فرمایاکہ وَالْمُسْتَغْفِرِیْنَ بِالْاَسْحَارِ۔ (اٰلِ عمران ۳/۱۷)

اور وہ سحر کے وقت اپنے رب کو روروکر مناتے ہیں اور قبلہ حضرت خواجہ محبوبِ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی شبِ بیداری کا یہ عالم تھا کہ ایک دونہیں، دس بیس نہیں،کم وبیش پینتیس سال تک کوئی ایسی رات نہ آئی کہ جس میں آپ نے اپنی کمر بستر

سے لگائی ہو۔

اِن قدسیہ نفوس بندوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں بھی ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھا جاتا ہے۔اور انکی موت کے بعد بھی انکی ہر خواہش کا احترام کیا جاتا ہے۔ چنانچہ جب حضرت محبوبِ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو نمازِ جنازہ کیلئے آرام باغ کی مسجد لے جایا گیا۔راستے میں سخت دھوپ تھی، لیکن جنازے میں شامل سینکڑوں ہزاروں افراد نے حضرت محبوبِ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ زندہ کرامت دیکھی کہ جنازے کے عین اوپر بادلوں کے ایک ٹکڑے نے سایہ کردیا۔جنازے میں بڑے بڑے علمائے کرام ومشائخ عظام کی موجودگی کے باوجود نمازِ جنازہ کی امامت کا شرف آپ کے محبوب خلیفہ محبوب العارفین حضرت الحاج الحافظ قاری ممتاز احمد رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوا۔کہ جن کی اقتدٰا میں آپ نے ساری زندگی نمازیں ادا فرمائیں۔

حضرت محبوبِ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی ادب واحترام بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور عشق ومحبت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عبارت رہی۔ ہر بات میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی لازم رکھی۔آپ کی دعا میں یہ الفاظ ہمیشہ شامل رہے کہ الٰہی! ہر قدم شریعت وطریقت سے آراستہ وپیراستہ رہےاور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت اور نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔آمین

آپ کے حلقۂ ارادت کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔آپ کے خلفاٗ حضرات دنیا کے بیشتر ممالک میں مخلوقِ خدا کی خدمت ورہنمائی کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔آپ نے جو نورانی، روحانی، رحمانی شمع روشن کی، انکی شعاعوں سے زمانہ منور ہورہا ہے۔اور یہ فیضانِ محبوبِ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ قیامت تک جاری وساری رہے گا۔

حضرت خواجہ محبوبِ رحمانی علیہ الرحمہ سے بیشمار کرامات کا ظہور ہوا۔تقویتِ ایمان اور حصولِ خیر و برکت کیلئے چند کرامات مندرجہ ذیل ہیں۔

✪ ۱۹۸۰ئہ میں محترم جناب اختر الحق صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفۂ مجاز محبوبِ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ) عارضہ قلب میں مبتلا ہوئے۔دورہ بڑا شدید تھا۔دل رک رک کر دھڑک رہا تھا۔ڈاکٹروں نے گھر والوں سے دعا کیلئے کہہ دیا تھا۔رات دو بجے آپ کی بڑی صاحبزادی نے حضرت محبوبِ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کو اسلام آباد سے فون کیا اور عرض کیا کہ حضور! میرے والد بہت بیمار ہیں اور میں بے چین ہوں، مجھے نیند نہیں آرہی ہے۔حضور نے ارشاد فرمایا کہ ''بیٹی ! سوجا فقیر جاگ رہا ہے۔'' یہ الفاظ سن کر آپ کی صاحبزادی پر سکون ہو کر سو گئیں اور اسی وقت ہسپتال میں محترم اختر الحق صاحب رحمانی کی دل کی دھڑکن درست ہوگئی اور چند روز بعد آپ کو ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا۔

✪ ۱۹۸۰ئہ میں ایک مرتبہ حضرت محبوبِ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ حج کے بعد فلسطین گئے اور انبیأ کرام علیہم السلام کے مزارات پر حاضری دی۔جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مزار مبارک پر پہنچے تو خادم نے کہا کہ یہ وقت مزارِ مبارک کا دروازہ کھلنے کا نہیں ہے، آپ بعد میں تشریف لائیں۔حضرت نے فرمایا کہ ہم مسافر ہیں اور ہمیں آگے جانا ہے، لیکن وہ نہ مانا۔ حضرت محبوبِ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ مراقب ہو گئے اور حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی کہ حضور میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی ہوں اور مسکین شاہ کا پوتا ہوں۔دن میں پانچ مرتبہ نماز میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجتا ہوں۔حضور! اگر میرے لئے دروازہ نہ کھلا تو پھر کس کیلئے کھلے گا۔یہ عرض کرنا تھی کہ خادم بھاگا بھاگا آیا اور دروازہ کھول دیا اور حضرت محبوبِ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ساتھیوں

سمیت اندر حاضری دی، ہدیہ پیش کیا اور دعا مانگی۔

آپ کے ملفوظات وارشادات قرآن وحدیث کی تعلیمات اور تصوف و طریقت کا نچوڑ ہیں اور اصلاحِ احوال کا اہم ترین ذریعہ بھی۔تبرکاً آپ کے چند ارشاداتِ عالیہ مندرجہ ذیل ہیں۔

✵ جو اپنے ارادوں میں صادق ہے،جس کو یقینِ کامل ہے اور جس کو تلاشِ حق ہے، وہی اپنی مراد کو پہنچے گا اور وہی اپنی منزلوں کو طے کرے گا۔اور جسکو آدابِ دوست حاصل ہے،جسکو آدابِ بزرگ حاصل ہے اور جسکو آدابِ محفل حاصل ہے وہی اپنی مراد کو پہنچے گا، وہی اپنی منزلوں کو طے کرے گا۔

✵ علم کی حقیقت عمل ہے،عمل کی حقیقت اخلاص ہے اور اخلاص کی حقیقت قربِ الٰہی ہے۔جسے قربِ الٰہی حاصل ہوا،دونوں جہاں میں کامیاب ہوا۔

✵ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے راضی ہوتے ہیں تو اپنی ہیبت عطافرماتے ہیں۔جب اور راضی ہوتے ہیں توگریہ وزاری عطافرماتے ہیں۔ جب اور راضی ہوتے ہیں توعملِ نیک کی توفیق عطافرماتے ہیں۔جب اور راضی ہوتے ہیں تو اپنی توحید کی معرفت عطافرماتے ہیں۔

✵ حلقۂ ذکر میں لوگوں کو جمع کر کے ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ہر ایک اپنے حجرے میں بیٹھ کر ذکر کرلیتا۔یہ اجتماع اس لئے کیا جاتا ہے کہ عوام میں ایک ''خاص'' ضرور ہوتا ہے۔اور غافل دلوں میں ایک بیدار دل بھی ہوتا ہے۔اس بیدار دل کی وجہ سے سب میں بیداری پیدا ہوجاتی ہے۔جب سب ملکر ذکر کرتے ہیں تو سب کے ذکر کی آواز ایک ہی ہوتی ہے۔اس سے جو غافل ہیں، وہ بھی بیدار ہوجاتے ہیں۔

- جو دل غافل ہے، وہی کافر ہے۔ جو دل ذاکر ہے، وہی شاکر ہے۔ انسان کے جسم میں ساڑھے تین کروڑ مسام ہیں۔ جب انسان زبان سے اللہ کہتا ہے تو ایک دفعہ اللہ کہنے کا ثواب ملتا ہے، اور جب انسان دل سے اللہ کہتا ہے تو ساڑھے تین کروڑ بار کہنے کا ثواب ملتا ہے۔ ثواب، ثواب ہے لیکن مقبولیت اور قبولیت یہ بڑا مقام ہے۔
- جس نے چھوڑا گناہوں کو اسے دوست بنایا فرشتوں نے۔ جس نے چھوڑا طمع کو اسے دوست بنایا اہل اللہ نے۔ جس نے چھوڑا دنیا کو اسے دوست بنایا اللہ نے۔ (دنیا چھوڑنے سے مراد محبتِ دنیا چھوڑنا ہے۔ محبتِ دنیا اللہ کی یاد سے غافل کر دیتی ہے جو دنیا اللہ تعالیٰ کو یاد رکھ کر اس کے احکامات کے مطابق بسر ہو، تو وہ عبادت میں شمار ہوتی ہے۔)
- پانچ باتیں بچّوں میں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر بڑوں میں پیدا ہوں تو وہ ولیِٔ کامل بن جائیں۔

۱۔ بچّے فکرِ معاش نہیں رکھتے۔ ۲۔ ذخیرہ اکٹھا نہیں کرتے۔
۳۔ کھانا نہیں ملتا تو اللہ سے گلہ نہیں کرتے۔ ۴۔ لڑتے ہیں تو دل میں بغض نہیں رکھتے۔ ۵۔ ڈرتے ہیں تو روتے ہیں یعنی سچا ڈرتے ہیں۔

- دنیا میں ایک چیز ہے جو گھٹتی نہیں بڑھتی رہتی ہے۔ وہ دنیا کا لالچ ہے۔ ایک چیز ہے جو گھٹتی بھی ہے اور بڑھتی بھی ہے، وہ نورِ قمر ہے۔ ایک اور چیز ہے جو نہ گھٹتی ہے نہ بڑھتی ہے۔ وہ رزق ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس کی قسمت میں جتنا لکھ دیا ہے وہ اسے مل کر رہے گا۔ راشی کی رشوت اور حاسد کا حسد بڑھتے ہی رہتے ہیں گھٹتے نہیں۔
- ایک حصّہ روحانیت عبادت سے پیدا ہوتی ہے اور نو حصّہ روحانیت

حلال غذا سے پیدا ہوتی ہے۔اس لیئے غذا کا زیادہ خیال رکھنا چاہیئے۔اگر کوئی شخص روزہ بھی رکھے ،جھوٹ بھی بولے اور حلال حرام میں تمیز نہ کرے تو اس کا روزہ بیکار ہے۔

- ننگے سر کھانے پینے سے رزق کی خیر و برکت ختم ہوجاتی ہے۔ ننگے سر بیت الخلاء میں جانے سے شیطانی خیالات کا غلبہ ہوجاتا ہے۔
- اولیائے اللہ جانشینِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوتے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس منبع نور ہے۔ اولیائے اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت حاصل کر کے اور منبع نور سے فیض حاصل کر کے اپنے مریدین میں تقسیم کرتے ہیں۔
- حدیثِ مصافحہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھ سے ہاتھ ملایا اور میرے ہاتھ ملانے والے سے ہاتھ ملایا اور جس نے ہاتھ ملانے والے سے ہاتھ ملایا وہ سب جنتی ہیں۔تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہاتھ ملایا خلفائے راشدین رضوان اللہ اجمعین نے ،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ،حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ نے اور ان سے ہاتھ ملایا خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے۔ اب یہ سلسلہ چلتے چلتے شہنشاہِ بغداد رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ تک آیا اور جتنے بھی سلاسل ہیں سب تک پہنچا اور میرے شیخ تک بھی پہنچا ۔اور میرا ہاتھ بھی میرے شیخ کے ہاتھ میں ہے۔